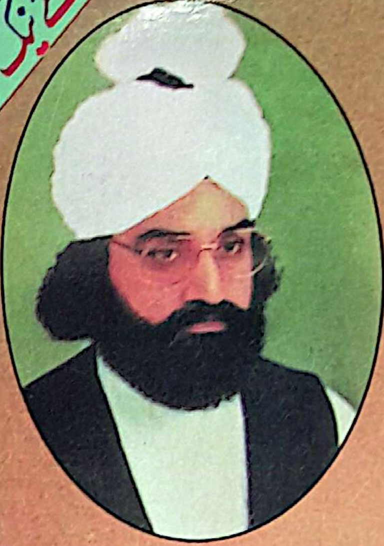
1995ء



ماہنامہ

طلوعِ مہر

اسلام آباد
پاکستان

زیرِ سرپرستی: پیر سید نصیر الدین نصیر (گولڑہ شریف)

50 سالہ کوتاہیوں کی تلافی کیسے ممکن ہے قومی مذاکرہ

- حقیقی ریاست ابھی تک وجود میں نہیں آئی
- اللہ کہیں ہو یا نہ ہو پاکستان میں ضرور ہے
- حکمرانوں اور عوام کا فرق، موٹروے اور جی ٹی روڈ
- بے نظیر اور راجیو نے سیاچن اور کشمیر پر معاہدہ کر لیا تھا
- سب سے زیادہ نقصان نااہل حکمرانوں کی وجہ سے ہوا



رمضان المبارک، شوال المکرم

جنوری 1999ء

جلد : 1 شمارہ : 7



اِس شمارے میں

اِس کے علاوہ

شرح خریداری

فی شمارہ : 25 روپے
سالانہ : 300 روپے
امریکہ : 2 ڈالر
برطانیہ : 1 پونڈ

بیرون ملک دفاتر

Qari Fazal Rasool
Ocean Pharmacy Services, Inc.
D/B/A Community Chemists, 418 Avenue P
Brooklyn, N.Y. 11223, USA
Phone : 718-339-8118 Fax : 718-339-6385
Doctor Syed Imtiaz Hussain Shah
13- Victoria Avenue
Small Heath, Burmingham B 10 OJZ (UK)
Phone : 0121-4486375 Mobile : 07971382497

رابطہ آفس

19 سلیم پلازہ بلیو ایریا اسلام آباد
پوسٹ بکس 3046
فون 827798-827795
فیکس 274925
فون گولڑہ شریف
0351-7571000
فیکس 051-292811

پرنٹر ایڈیٹر پبلشر پیر سید نصیر الدین نصیر نے پرنٹ سٹائل بلیو ایریا اسلام آباد سے طبع کروا کر ۱۹ سلیم پلازہ بلیو ایریا اسلام آباد سے شائع کیا۔ (اہتمام طباعت و اشاعت : BRAINTECH MEDIA SERVICES ISLAMABAD)



معجزۃ القرآن

رمضان المبارک میں نزول قرآن کی مناسبت سے ایک تحقیقی مضمون

قرآن پاک اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام ہے جو اس نے اپنے رسول جناب محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا اور وہ کلام جسکی تلاوت عبادت اور جس کے مخاطب تمام جن و انس قرار ٹھہرے۔ قبل اس کے کہ ہم معجزۃ القرآن پر بحث کریں مناسب ہو گا کہ سب سے پہلے معجزہ کی تعریف کریں کہ وہ کیا ہے۔ (المعجزا ہی خرق لقوانین الکون)یعنی معجزہ کائنات کے اصولوں اور قوانین کے توڑنے کا نام ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ ان معجزات سے اپنے رسولوں کو نوازتا ہے تاکہ لوگوں کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ان کی تائید اور مدد اوپر سے ہوتی ہے اور جب کسی کی تائید اور نصرت اوپر سے ہو تو اس کے سامنے یہ سارے قوانین عاجز ہو جاتے ہیں۔

جب کوئی انسان آکر یہ کہتا ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے رسول ہے اور اس لئے آیا ہے کہ اس کا پیغام پہنچائے تو کیا ہم اسکی تصدیق کرتے ہیں؟ یا پھر اس سے اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جس بات کا دعویٰ کر رہا ہے اس کی تصدیق میں کوئی ثبوت پیش کرے۔ اس لئے یہ ضروری تھا کہ ہر رسول اپنے ساتھ معجزات لے کر آئے تاکہ اس کے پیغام کی تصدیق ہو سکے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے عطا کردہ معجزات دوسرے تمام معجزات سے بالکل مختلف واضح اور قدرت والے ہوتے ہیں اور ہر نبی کا معجزہ اسکی قوم کی قدرت، علم اور مہارت کے مطابق ہوتا ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مثال کے طور پر ایک قوم طب میں انتہاء درجہ کی مہارت رکھتی

ترجمہ و تلخیص = افتخار احمد حافظ

ہے تو اس میں فصاحت و بلاغت کا معجزہ بھیج دیا جائے یا پھر ایک قوم جو فصاحت و بلاغت میں اپنا ثانی نہ رکھتی ہو اس میں طب کا معجزہ بھیج دیا جائے۔ اس لئے ہر نبی کو وہ معجزہ عطا کیا گیا جس میں اسکی قوم مکمل مہارت رکھتی تھی۔ تاکہ صحیح مقابلہ اور مقارنہ ہو سکے۔ اسکی مثال سمجھانے کے لئے ہم اس طرح دے سکتے ہیں کہ ایک عالمی پہلوان کا مقابلہ اگر ایک عام آدمی سے کروا دیا جائے تو یہ کوئی مقابلہ نہ ہو گا کیونکہ مقابلہ کرنے والا شخص پہلوانی کے ABC سے واقف نہیں لیکن اگر دو عالمی پہلوانوں کے درمیان مقابلہ کروایا جائے تو یہ مقابلہ یقیناً" ان دو کے درمیان واضح مقابلہ ہو گا اور اس طرح سے معلوم ہو سکے گا کہ ان دونوں میں کونسا زیادہ قوی ہے۔

معجزہ صرف خرق قوانین اور مقابلہ کے لئے نہیں بلکہ اس مقابلہ کے لئے اسباب بھی مہیا کرتا ہے یعنی جس قوم میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنا معجزہ ظاہر فرماتا ہے انکو سارے دنیاوی اسباب بھی مہیا کرتا ہے۔ اس کے بعد یہ تمام اسباب عاجز ہو کر کارگر نہیں ہوتے۔ اسکی مثال اس طرح دی جا سکتی ہے جیسے معجزات ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ دونوں معجزے تھے اور ان دونوں کے لئے اسباب بھی مہیا کئے گئے لیکن وہ کارگر نہ ثابت ہو سکے۔

وجاء ابراہیم ولم یحترق

حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے لیکن آپ جل نہ سکے

جھوٹے خداؤں کے سامنے اور انکی حمایت میں ایک عظیم الشان آگ روشن کی گئی کہ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلایا جائے اور یہ سب کچھ اس لیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسکا انتقام لیا جائے جو آپؑ نے ان کے معبودوں کے ساتھ کیا۔ اور وہ حضرت ابراہیمؑ کو لے آئے۔ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی قدرت کیوں عطا فرمائی کہ وہ اپنے خداؤں کے سامنے حضرت ابراہیم کو آگ میں جلانے کے لئے لے آئے۔

ایسا بھی ممکن تھا کہ آپؑ کسی جگہ پر چھپ جاتے اور وہاں تک ان کی رسائی نہ ہو سکتی لیکن اگر ایسا ممکن ہو جاتا تو وہ ہمیشہ کہتے رہتے کہ اگر ہم نے ابراہیم کو پکڑ لیا ہوتا تو اسکو آگ میں جلا دیتے اور اس طرح ان کے جھوٹے خداؤں کی عظمت اور قوت برقرار رہتی اور وہ کہتے کہ جو ان کی عبادت کرتا ہے یہ انکو فائدہ پہنچاتے ہیں اور جو ان کو نہیں مانتا یہ اسکو نقصان پہنچاتے ہیں اور اگر ابراہیم بھاگا نہ ہوتا تو یہ اسکو آگ میں جلا کر تباہ و برباد کر دیتے اس لئے یہ بہت ضروری تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہرگز نہ بھاگیں بلکہ ان کے ہاتھوں میں رہیں تا کہ ساری قوم اپنے جھوٹے اور غلط عقائد کے باعث اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے عاجز ہو۔

یہ بھی ممکن تھا کہ آگ کسی سبب سے بجھ جاتی۔ آسمان سے بارش ہوتی تو آگ بجھ جاتی لیکن آپ غور کریں کہ ایسا نہیں ہوا' کیوں؟ اس سبب کے باعث' کیونکہ اگر بارش کے سبب آگ بجھ جاتی تو کفار کہتے کہ ہمارے معبود اس بات پر قادر تھے کہ وہ ابراہیم کو آگ میں جلا دیتے لیکن بارش برس پڑی۔

پس نہ ابراہیم علیہ السلام بھاگے اور نہ آگ بجھی بلکہ آگ تیز ہوتی رہی اور انکو اس پر یہ قدرت حاصل ہوئی کہ انہوں نے ابراہیم کو آگ میں ڈالا۔ پس اللہ تعالیٰ کی ذات نے آگ کی اس جلانے والی خاصیت کو جلانے سے روک دیا اور وہ ابراہیم پر سلامتی والی بن گئی۔ (قلنا یا نار کونی بردا و سلام علی ابراہیم) پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ آگ سے بچنا نہیں کیونکہ اگر آگ سے بچنا مقصود ہوتا تو وہ انکو پکڑ ہی نہ سکتے اور یا پھر بارش سے آگ بجھ جاتی لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ چاہا کہ آگ اپنی تیزی اور سختی سے جلتی رہے اور پھر لوگوں کے سامنے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں بھی ڈالا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے آگ کی اس جلانے کی خاصیت کے قانون کو معطل کر دیا۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ انکی والدہ محترمہ کو وحی کے ذریعے ارشاد فرماتے ہیں کہ موسیٰ کو دریا میں ڈال دو تا کہ وہ بچ جائے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ماں باپ جب اپنے بچے کو کسی مصیبت سے بچانا چاہتے ہیں تو اسکو پانی میں ڈال دیتے ہیں؟ معصوم چھوٹا سا بچہ عاجز' پانی کی مخلوق اسکو قتل کر سکتی ہے اور اس پر حملہ آور ہو سکتی ہے کیونکہ وہ تو کسی طور پر اپنا دفاع نہیں کر سکتا۔ پانی کی ایک چھوٹی سی موج بھی اس ٹوکری کو غرق کر سکتی ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام پڑے ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو بارش برس کر اس ٹوکری میں اکٹھی ہو سکتی ہے جس سے انکا سانس بند ہو جائے اور وہ غرق ہو جائیں۔ یا ہوا اس ٹوکری کو الٹا دے اور وہ ختم ہو جائیں۔ موت کے تمام خطرات موجود ہیں سوائے زندگی کے عقل اور منطق تو یہی کہتی ہے کہ اگر حضرت موسیٰ کی والدہ اپنے بیٹے کو بچانا چاہتی تھیں تو وہ اسے پانی میں ڈالنے کی بجائے اور کوئی انتظام کر سکتی تھیں۔ مثلاً ان کو لے کر کسی دور دراز مقام میں چھپ جاتیں یا اپنے بیٹے کو لے کر مصر سے باہر جانے کی کوشش کرتیں اور یا پھر اپنے گھر میں ہی کسی ایسے خفیہ مقام پر ان کو چھپا دیتیں کہ جہاں پر لشکر فرعون کی رسائی نہ ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات نے ان کو یہ حکم دیا کہ اسکو دریا میں ڈال دو جہاں پر زندگی سے زیادہ موت کے خطرات موجود ہیں۔ لیکن اس ذات نے ان سارے خطرات میں موسیٰ علیہ السلام کو صحیح و سلامت رکھا۔

کس لئے لان اللہ ہو الفاعل) کیونکہ وہ ہی ذات سب کچھ کرنے والی ہے۔ اور یہاں پر تمام اسباب معطل ہو جاتے ہیں اور ان کا پانی میں ڈالنا ہی انکی نجات اور امان کا سبب بنتا ہے۔

ہم دوبارہ معجزہ کی طرف واپس آتے ہیں کہ ہر نبی اپنی قوم میں وہ معجزہ لے کر آتا ہے جس میں وہ کمال درجہ کی صلاحیت رکھتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی قدرت کاملہ کو ثابت کر سکیں اور انسان صرف جادو کے معجزے کے ساتھ آئے اور اس میدان میں اپنی قوم کے ساتھ مقابلہ کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لانے والے بھی وہ جادوگر ہی تھے' کیوں؟ اس لئے کہ وہ لوگوں کے سامنے عجیب و غریب جادو کیا کرتے تھے پس جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھا تو سجدے میں گر گئے اور آپؑ پر ایمان لے آئے۔

(فالقیی السحرۃ ساجدین' قالوا آمنا برب العالمین' رب موسیٰ و ہارون)

کیونکہ یہ جادوگر اس میدان میں لوگوں سے زیادہ سمجھ رکھتے تھے اور جب انہوں نے اللہ کی قدرت اور بندے کی قدرت کا فرق ملاحظہ کیا تو ساری بات سمجھ گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قوم میں تشریف لائے جو طب کی دنیا میں ایک منفرد مقام رکھتی تھی پس آپؑ نے کوڑھ اور برص کا علاج کیا اور اس سے بڑھ کر آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو بھی زندہ کرتے تھے۔

اور حضرت محمد ﷺ عرب کی اس قوم میں تشریف لائے جو فصاحت و بلاغت میں اپنا کوئی ثانی نہ رکھتی تھی اور اس قوم میں آپؑ وہ معجزہ لے کر تشریف لائے جس چیز میں وہ درجہ

کمال رکھتے تھے۔ وہ قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت ہے جس نے انہیں مقابلے کی دعوت دی اور وہ اس سے عاجز آگئے اور قرآن پاک کے اعجاز صرف لغوی اعجاز نہیں بلکہ اس کے اور بھی بے شمار اعجاز ہیں جو جن و انس کو قیامت تک کے لئے مقابلہ کی دعوت دیتے رہیں گے اور قرآن پاک کی عطا ہر دور اور ہر نسل کے لئے ہے۔ بلکہ یہ معجزات اس لئے آتے ہیں کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کو ثابت کر سکیں اور انسان صرف مادی وسائل و اسباب پر ہی بھروسہ نہ کئے رکھے۔ بلکہ ایک مومن انسان پر ضروری ہے کہ اپنے اسباب عاجز ہونے پر اسکی بارگاہ میں رجوع کرے کیونکہ صرف اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہی قادر مطلق ہے جو ہر قید و بند سے آزاد ہے۔

قدرۃ اللہ

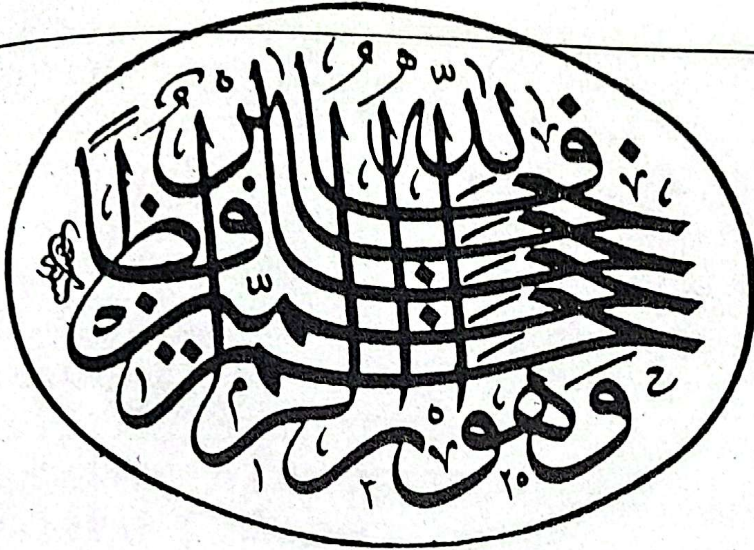
اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت کاملہ کو ثابت کرنے کے لئے قرآن پاک کی سورۃ مریم میں معجزہ کے مسئلہ پر بقائے انسانی پر بحث کی ہے اور اس بقائے انسانی کی شرائط میں مذکر اور مونث کا آپس میں ملنا ضروری ہے لیکن یہاں پر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی قدرت کاملہ کا جسکی حد نہیں مشاہدہ کرواتے ہیں تاکہ انسان صرف یہ ہی نہ سمجھ بیٹھے کہ صرف اسباب پر ہی تمام معاملات کا انحصار ہے۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ کی ذات نے مسئلہ خلق پر چار زاویوں سے ہمیں مثال دی ہے پس بقائے نوع یا ایجاد نوع صرف مذکر اور مونث پر منحصر نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت پر منحصر ہے۔

1- اللہ تبارک و تعالیٰ ایک شخص کو بغیر مذکر اور مونث کے پیدا فرماتے ہیں۔ (آدم علیہ السلام)

2- ایک مرد سے بغیر عورت کے تخلیق فرماتے ہیں۔ (حضرت حوا علیہ السلام)

3- ایک عورت سے بغیر مرد کے تخلیق فرماتے ہیں۔ (حضرت مریم علیہ السلام)

4- ایک مرد اور ایک عورت سے تخلیق فرماتے ہیں۔ (جیسے باقی خلقت)



اور مذکورہ بالا طریقوں سے پیدائش کے چاروں زاویئے مکمل ہو گئے۔ پہلی تینوں صورتوں میں پیدائش اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزہ ہیں اور چوتھی صورت میں بھی مسئلہ پیدائش معجزہ ضرور ہے لیکن اس میں دنیاوی اسباب کا بھی عمل دخل رکھ دیا ہے اور اس میں بھی مطلقاً" اسباب پر بھروسہ نہیں بلکہ اس میں بھی اسکی مشیئت شامل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (ویجعل من یشاء عقیما) یعنی یہاں پر دنیاوی اسباب بھی موجود ہیں لیکن وہ جسکو چاہے بانجھ بنا دے یعنی جس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ چاہیں کہ اسباب کام کریں تو وہ کام کرتے ہیں اور جب ان کی مرضی نہ ہو تو اسباب بھی معطل ہو جاتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ مومن بندے سے فرماتے ہیں کہ جب دنیاوی اسباب ختم ہو جائیں تو تو نا امید نہ ہو کیونکہ میں ہی وہ ہوں کہ جس نے یہ سارے اسباب پیدا کئے بلکہ تو میری طرف رجوع کر۔

قرآن پاک کی سورۃ آل عمران میں حضرت مریم علیہ السلام کی پیدائش کے بارے مین یوں بیان ہوتا ہے۔

(اذ قالت امراۃ عمران رب انی نذرت لل ما فی بطینی محرار' فتقبل منیی انل انت السمیع العلیم' فلما و ضعتها قالت رب انی وضعتها انثی)

اور جب عرض کیا عمران کی بیوی نے کہ اے میرے رب میں نذر مانتی ہوں تیرے لئے جو میرے پیٹ میں ہے آزاد کر کے سو قبول فرمالے بے شک تو ہی سننے اور جاننے والا ہے اور پھر جب اس نے جنا تو بولی اے میرے رب میں نے تو ایک لڑکی کو جنم دیا۔

حضرت عمران کی زوجہ کو امید تھی کہ لڑکا ہو گا جو اس کے گھر بیت المقدس کی خدمت کرے گا اور انہوں نے اسے وقف بھی کر دیا تھا۔ اب جب لڑکی پیدا ہوئی تو آپ فرمانے لگیں کہ اے رب میں نے تو بچی جنم دی ہے۔ ولیس الذکر کالانثی

یعنی اس بچی کی ولادت اس لڑکے سے جسکی تم نے آرزو کی تھی بدرجہ بہتر ہے اور وہ اس بچی کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے بلکہ اس بچی کی تو ایک عجیب اور عظیم شان ہو گی۔ اور دوسرا حضرت مریم کے والد بھی فوت ہو چکے تھے۔ اس لئے کفالت یا نگرانی بھی کسی اور کے ذمے

تھی۔ چنانچہ حضرت زکریاؑ اس بچی کے نگران اور سرپرست مقرر ہوئے اور جب حضرت زکریاؑ ان کے کمرے یا عبادت گاہ میں جاتے تو ان کے پاس کھانے کی ہر طرح کی چیزیں موجود پاتے۔ آخر ایک دن حضرت زکریاؑ نے حضرت مریمؑ سے پوچھ ہی لیا۔

انی لک ھذا قالت ہو من عنداللہ

"کہاں سے تمہارے لئے یہ آتا ہے تو مریمؑ بولیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔

جب حضرت زکریا نے حضرت مریم کے ہاں گرمی کے پھل سردی میں اور سردی کے پھل گرمی میں موجود دیکھے اور بغیر حساب کے رزق دیکھا تو حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی پاکیزہ اولاد کے لئے دعا کی اور جب اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول فرمانے کے بعد انکو بچے کی بشارت دی تو حضرت زکریا علیہ السلام فرمانے لگے کہ اے میرے رب میں تو اب بڑھاپے میں ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہو چکی ہے یعنی دنیاوی ظاہری اسباب بھی موجود نہیں ہیں تو میں کس طرح یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتا ہوں تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

قال کذلک قال ربک ہو علی ہین'
وقد خلقتک من قبل ولم تلک شیئا

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کی تخلیق کی جب وہ کچھ بھی نہ تھے۔ پس وہ اس بات پر مکمل قدرت رکھتے ہیں کہ بغیر کسی اسباب کے بھی وہ اولاد عطا فرما دیں۔

یہاں پر حضرت مریم کی دوبارہ یاد دھانی کرائی گئی کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ چاہتا ہے تو اسباب کے اشیاء مہیا کر دیتا ہے۔ سب سے پہلے حضرت مریمؑ کو بغیر کسی سبب کے وافر رزق کا ملنا' پھر حضرت زکریاؑ کی قبولیت دعا جو انہوں نے محراب میں مانگی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ھنالک دعا زکریا ربہ اور کلمہ ھنالک (وھاب) یعنی دعا حضرت مریمؑ کے پاس محراب میں کی گئی تاکہ حضرت مریمؑ بھی معجزے کو دوبارہ دیکھ لیں اور پھر حضرت مریم نے اس پیدائش کو بھی دیکھا کہ جس میں پیدائش کے تمام اسباب مفقود تھے۔ حضرت زکریاؑ بوڑھے بیوی بانجھ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات اس پر قادر کہ وہ آپ کو بیٹے سے نوازے اور یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا تھا کہ حضرت مریم اس بات کے لئے تیار رہیں جو انکو پیش آنے والی تھی یعنی ولادۃ دون ذکر یعنی مرد کے بغیر ولادت عیسیٰ علیہ السلام ان ساری چیزوں کے پیش نظر بھی جب حضرت مریمؑ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو آپ گھبرا گئیں اور جب حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ایک پاکیزہ فرزند کے بارے میں سنا تو بولیں۔

قالت انی یکون لی غلام ولم
یمسسنیی بشر ولم اک بغیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے میرے ہاں بچہ حالانکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور نہ ہی میں بدچلن ہوں۔ ان تمام خدشات کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

کذلک قال ربک ھو علی ھین
ولنجعلک آیتہ للناس یہ درست ہے اور تیرے رب نے فرمایا یوں بچہ عطا کرنا میرے لئے معمولی بات ہے اور ہم اس کو لوگوں کے لئے نشانی بنائیں گے۔

معجزہ پیدائش عیسیٰ علیہ السلام اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے کسی کے ساتھ مقابلے کا دعویٰ نہیں تھا بلکہ اس سے صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا دکھانا مقصود تھا۔

معجزہ شق موسی للبحر بعصاہ

معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے عصا سے سمندر کا شق ہونا۔ جب فرعون اور اسکے لشکر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نکال دیا تو آپ اور آپ کی قوم سمندر کی طرف پہنچے اب سامنے سمندر اور پیچھے لشکر فرعون تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی آپ سے کہنے لگے ہم تو یقیناً" پکڑ لئے گئے کیونکہ اب تو وہ کہیں بھاگ بھی نہیں سکتے۔ اور جب تمام اسباب مفقود ہوتے نظر آئے تو تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا اور ان سے کہا ہرگز نہیں بلاشبہ میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ضرور میری راہنمائی فرمائے گا۔

قال کلا ان معیی ربیی سیہدین

اب یہاں پر مسئلہ قانون بشر سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے قانون میں آتا ہے جسکی قدرت اور طاقت کی کوئی انتہاء نہیں کیونکہ سب کچھ کرنے والی ذات اس کی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان اضرب بعصاک البحر فانفلق

اپنے عصا سے سمندر کو ضرب لگاؤ تو سمندر پھٹ گیا۔ آپکو معلوم ہے کہ پانی پھٹتا نہیں بلکہ پانی کے جو قوانین ہیں اس کے مطابق تسلسل سے چلتا ہے لیکن جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا سے سمندر کو ضرب لگائی تو آپ نے زمینی یا پانی کے قوانین یا انسانی قدرت کو استعمال نہ کیا کیونکہ انہوں نے تو سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تھا۔ تو اب یہاں پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کے فضل سے سمندر شق ہو جاتا ہے اور موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم کو نجات مل جاتی ہے۔

پس مذکورہ بالا بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ معجزہ قوانین بشر اور کائنات کے اصولوں اور قوانین کو توڑنے کا نام ہے اور معجزات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ معجزے جو اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو دے کر انکی قوموں کو دعوت مقابلہ دیتے ہیں اور دوسرے وہ معجزے جو

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط

اللہ نے مومنوں سے اُن کی جان اور اُن کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں

سورۃ التوبہ ۱۱۱

صرف اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ بے شک وہی خالق ہے اور وہی اسباب و سبب کا بنانے والا ہے۔

معجزة القرآن مستمرة

یعنی قرآن پاک کا معجزہ جاری و ساری ہے۔

قرآن پاک کا معجزہ سابقہ رسولوں کے معجزات سے بالکل مختلف ہے۔ ان رسولوں کے معجزات نے بشری اور کونی قوانین کو توڑا اور دعوی کر کے ثابت کیا کہ جن کے ہاتھوں سے یہ معجزات جاری ہوئے وہ اللہ کے سچے رسول تھے۔ لیکن کونی معجزات تو صرف ان کے لئے تھے جنھوں نے انہیں دیکھا اور ایمان لائے اور جنھوں نے ان معجزات کو نہ دیکھا ان کے لئے تو صرف ایک خبر کی حیثیت رکھتے۔ ہیں یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ ان کی تصدیق کریں یا تردید اور اگر ان معجزات کا قرآن پاک میں ذکر نہ ہوتا تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ یہ واقعات ہی نہیں ہوئے۔

معجزہ قیامت تک معجزہ ہی رہے گا حتی کہ جتنی بھی ترقی ممکن ہو جائے کیونکہ ایسا کبھی بھی ممکن نہیں ہو گا کہ کوئی شخص آ کر کہے کہ میں نے اپنے عصا سے سمندر کو شق کر دیا سوائے موسیٰ علیہ السلام کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوڑھ اور برص کی بیماریوں کا علاج کرتے تھے اور اب ایسی دوائیاں موجود ہیں کیا۔ کوئی شخص مجرد کسی مریض کو چھونے سے اسے ٹھیک کر سکتا ہے؟ نہیں سوائے حضرت عیسی علیہ السلام کے اور ان کا یہ معجزہ ہمیشہ معجزہ رہے گا۔ بعض آدمی کہتے ہیں کہ ہم ایک دن میں کئی مرتبہ مکہ سے بیت المقدس تک آ جا سکتے ہیں۔ کیا یہ واقعہ اسراء کا جواب ہے ہرگز نہیں کوئی انسان ہوا میں بغیر ہوائی جہاز کے نہیں جا سکتا سوائے محمد ﷺ کے آپ ﷺ کا یہ معجزہ ہمیشہ اپنی انفرادیت کے اعتبار سے باقی رہے گا بے شک جتنا زمانہ گزر جائے۔

اگر ہم پچھلے معجزات کی طرف نظر دوڑائیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ یقیناً" اللہ تعالیٰ کے افعال تھے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فعل مکمل ہونے کے بعد ختم ہو جائے جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر پھٹا اور پھر واپس اپنی اصلی نوعیت پر آگیا۔ آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلایا لیکن اپنی جلانے والی خاصیت پر واپس آگئی۔ لیکن نبی اکرم کا معجزہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے وھیی کلاوہ یعنی اس کا کلام اس سے مراد قرآن پاک ہے اور قرآن پاک کا معجزہ سابقہ رسولوں کے معجزات سے بالکل مختلف ہے۔



سچل سرمستؒ سے چراغ دہلویؒ تک

نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا نیکی کرنے سے زیادہ بہتر ہے

اولیائے کرام کی جماعت ہر زمانے میں موجود رہی ہے اور ہمیشہ موجود رہے گی۔ کسی نے شیخ ابو عبداللہ سالیؒ سے دریافت فرمایا کہ اولیا اللہ کو کسی طرح پہچانا جا سکتا ہے۔ فرمایا زبان کی لطافت و نرمی، حسن اخلاق، کشادہ روئی، خندہ پیشانی، خلق خدا سے شفقت و محبت سے پیش آنا اور دنیاوی حرص و لالچ سے دوری جیسے اخلاق حمیدہ ان میں پائے جاتے ہوں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں کہ نیکوں کی صحبت میں بیٹھنا نیکی کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح بروں کی صحبت میں بیٹھنا گناہ کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

نزول قرآن اور عظیم برکتوں اور عظمتوں والا مبارک مہینہ ہمیں ایک بار پھر نصیب ہوا ہے۔ اس خوش نصیبی پر ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ یہ فراخی ء رزق کا مہینہ ہے جنت میں داخل ہونے اور جہنم سے آزادی حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ جو تم پر آیا ہے اس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور جو شخص اسکی سعادت حاصل کرنے سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔

اسی مبارک مہینے کی 10 تاریخ کو حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کا یوم وصال بھی ہے۔ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کا شمار دنیا کی چار عظیم ترین خواتین میں ہوتا ہے اور عورتوں میں سب سے پہلے اسلام لانے کا شرف آپکو ہی حاصل ہے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ اس اعلیٰ اور عظیم مقام پر فائز تھیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقرب فرشتے بھی اس بات پر فخر کرتے تھے کہ حضرت

تحریر= افتخار احمد حافظ

خدیجہؓ ان کا سلام قبول کر لیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کا وصال آنحضرت ﷺ کے لئے بہت غم آفریں ثابت ہوا۔

حضرت خدیجہؓ کے وصال کے بعد جب کبھی بھی نبی ﷺ کو آپؓ کی یاد آتی تو آپؐ ان پر اکثر درود بھیجا کرتے۔

اس مبارک مہینے کی پندرہ تاریخ کو امیر المومنین حضرت امام حسنؓ کا یوم ولادت بھی ہے۔ آپؓ کی ولادت مدینہ منورہ میں ہجرت کے تیسرے سال 15 رمضان المبارک کو ہوئی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپؓ کا نام ایک ریشمی رومال پر لکھ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام حسنؓ آنحضرت ﷺ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔

اسی مبارک مہینے کی 21 تاریخ کو شہادت حضرت امام علیؓ بھی ہے۔ 19 رمضان المبارک کو آپکو ضرب لگی اور اس وقت آپ کوفہ کی جامع مسجد میں موجود تھے۔ جس مقام پر آپکو بحالت نماز ضرب لگی اسی مقام پر اب ایک چاندی کا دروازہ لگا کر محفوظ کیا ہوا ہے اور اوپر خوبصورت سنہری لکھائی اور کشیدہ کاری کا بہترین کام ہوا ہے۔ اس گناہ گار کو بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ اس مقام پر حاضر ہو کر نفل ادا کرے۔ جامع مسجد کوفہ کے قریب ہی حضرت علیؓ کے خانہ ء مبارک کی بھی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ یہاں پر زائرین کا ہر وقت ایک تانتا بندھا رہتا ہے۔ آپؓ کے گھر کے مختلف چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں ایک کمرے کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس میں حضرت علیؓ کو غسل دیا گیا۔ ساتھ ہی ایک اور کمرہ ہے جہاں پر سیدنا امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام پڑھا کرتے تھے۔ سب سے بڑھ کر آپؓ کے گھر میں ایک کنواں ابھی تک موجود ہے اور صدیاں گزرنے کے بعد بھی اس میں پانی جاری و ساری ہے اور اس پانی سے بے شمار بیماریوں کا علاج بتایا جاتا ہے۔ کسی اور موقع پر انشاء اللہ ان تمام مقامات مقدسہ کا تفصیلی ذکر کریں گے اور نجف اشرف جہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مزار مبارک ہے اس کے متعلق بھی

تفصیلی ذکر کریں گے اس موقع پر صرف حضرت علامہ محمد اقبال کا ایک شعر نجف اشرف کی نسبت سے پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس ماہ مبارک کے طفیل ہم سب کو ان مقامات مقدسہ کی زیارت کا شرف نصیب فرمائے اب پھر اصل موضوع کی طرف واپس آتے ہیں کہ اس ماہ مبارک کے جہاں اور بے شمار فیوض و برکات اور فضائل ہیں وہاں اس ماہ میں بے شمار بزرگان دین اور اولیا کے ایام وصال بھی ہیں جن میں سے چند چیدہ چیدہ بزرگوں کا تذکرہ کریں گے تا کہ جہاں پر رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہے وہاں پر ان بزرگان دین کا تذکرہ کرنے سے بھی خاص رحمت اور برکت نازل ہو گی انشاء اللہ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگان دین کے تذکرے کے طفیل اور اس مبارک اور عظیم مہینے کے طفیل ہماری بخشش و مغفرت فرما دے آمین بحق سید المرسلین ﷺ - قارئین سے اپنے لئے خصوصی دعا کی بھی درخواست ہے۔

3 رمضان - حضرت شیخ سری سقطیؒ

حضرت شیخ سری سقطی اہل تصوف اور شوق کے امام تھے۔ آپ رموز و اشارات میں عجوبہ روزگار تھے۔ بغداد میں سب سے پہلے آپ ہی نے رموز و حقائق توحید کی گفتگو کی۔ آپؒ حضرت جنید بغدادیؒ کے ماموں اور حضرت معروف کرخی کے مرید تھے۔ شروع شروع میں بغداد میں آپ کی دکان تھی۔ ایک دفعہ بغداد کا بازار جل گیا۔ خدا کی قدرت آپکی دکان کے سوا باقی سب دکانیں جل گئیں۔ یہ حال دیکھ کر آپ نے اپنا سارا مال خدا کی راہ میں لٹا دیا اور تصوف اختیار کر لیا۔

ریاضت و مجاہدہ میں آپؒ سے وہ مبالغہ کیا کہ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ سریؒ کے برابر کسی کو میں نے عبادت میں کامل نہ دیکھا اور بشر حافی فرماتے ہیں کہ میں سوائے سری سقطی کے کسی اور سے سوال نہ کرتا کیونکہ مجھ کو ان کا زہد معلوم ہے۔

ایک مرتبہ آپؒ صبر کے متعلق وعظ فرما رہے تھے۔ اس اثنا میں ایک بچھو نے جو آپؒ کے کپڑوں میں آگیا تھا کئی بار ڈنگ مارا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپؒ نے بچھو کو ہٹایا نہیں اسکی وجہ کیا ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ مجھ کو شرم آگئی کہ بیان تو میں صبر کے متعلق کر رہا ہوں لیکن عمل اس کے خلاف کروں۔

آپؒ کی وفات 3 رمضان المبارک 250 ہجری میں ہوئی۔ آپؒ کا مزار مبارک بغداد شریف کے ایک سرے پر ریلوے لائن کے قریب "قبرستان شیخ جنیدؒ" میں ہے۔ کمرے کے ایک سرے پر آپؒ کا مزار مبارک ہے اور آپؒ کے قدموں کی طرف آپؒ کے مرید و خلیفہ و بھانجے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کا مزار مبارک ہے۔

14 رمضان - حضرت سچل سرمستؒ

آپؒ کا اسم گرامی عبد الوہاب سچل سر مست تھا۔ آپ علاقہ سندھ کے مشہور صوفی بزرگ اور شاعر ہیں۔ آپؒ کا شجرہ اڑتیسویں پشت میں حضرت فاروق اعظمؓ سے ملتا ہے۔ اس نسبت سے آپؒ فاروقی بھی کہلاتے تھے۔ حضرت سچل سرمست اپنے والد کی وفات کے وقت بہت چھوٹے تھے اس لئے آپؒ کے چچا عبدالحق نے آپکی پرورش کی۔ بچپن ہی سے آپؒ پر عشق الٰہی کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ اسی زمانے میں حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائیؒ بھی آپؒ کے علاقے میں آیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؒ کے ہاں بھی آئے حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی کی نظر آپؒ پر پڑی تو پاس بلا کر پیار کیا اور فرمایا کہ ہم نے معرفت الٰہی کی لذت سے دل میں جو ہنڈیا پکائی ہے اسکا ڈھکن سچل اتاریں گے۔

آپؒ سلوک و عرفان کی منازل طے کرنے کے لئے ویرانوں اور جنگلوں میں پھرتے رہے اور اس قدر پرہیز گار اور باخدا بن گئے کہ لوگ آپکو منصور آخر الزمان کے نام سے پکارتے تھے۔

آپ کو مختلف زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ جن میں عربی، فارسی، ہندی، پنجابی، سرائیکی اور سندھی شامل ہیں اور آپؒ نے تقریباً ان ساری زبانوں میں اشعار کہے ہیں اور بے شمار کتابیں تصنیف کیں۔

آپؒ کے صوفیانہ کلام میں ایک عجیب نورانی ترپ پائی جاتی ہے۔ آپؒ حضرت فرید الدین عطارؒ نیشاپوری سے بہت متاثر تھے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ میں فرید الدین عطارؒ کے وجود میں خدا کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

عطار بنود آنکہ خدابود
او پاک وجود آنکہ خدا بود خدابود

کتاب تذکرہ اولیائے پاکستان کے مطابق آپؒ فرماتے ہیں کہ عشق الٰہی کی انتہا حاصل کرنے کے لئے عاشق کو بتدریج تین منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ i- فنافی الشیخ ii- فنافی الرسولؐ iii- فنافی اللہ، جب تک کوئی منافی الشیخ نہیں ہوتا فنا فی الرسولؐ کی منزل کو نہیں پا سکتا اور جب تک فنا فی الرسولؐ نہ ہو معرفت الٰہی کی منزل تک اسکی رسائی ناممکن ہے۔

حضرت سچل سرمست نے 14 رمضان 1242 ہجری کو وفات پائی مزار مبارک درازن شہر میں ہے اس وقت کے والیء خیر پور نے آپؒ کے مزار مبارک پر مقبرہ تعمیر کروایا اور بعد میں بھی وقتاً فوقتاً آپؒ کے مزار مبارک کی

تعمیر و توسیع ہوتی رہی۔

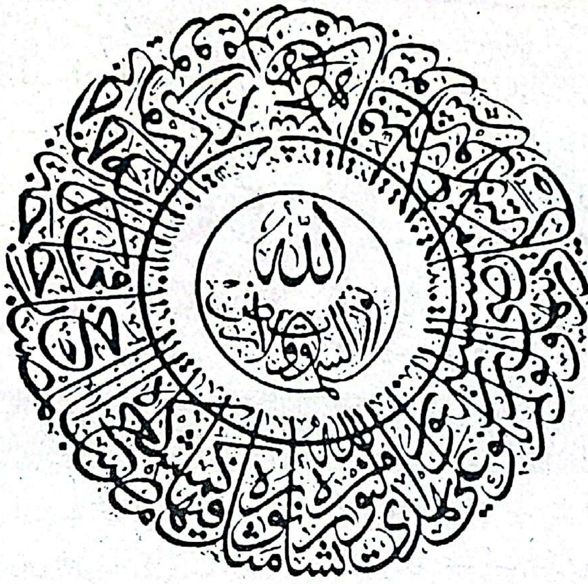
18 رمضان۔

حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے عظیم خلفاء میں سے تھے اور سلطان المشائخ کے بعد آپؒ ہی ولایت دہلی کے وارث ہوئے۔

آپؒ کو چراغ دہلویؒ اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاؒ آپکو چراغ دہلوی اور اکثر صرف چراغ کے نام سے پکارا کرتے تھے۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بیت اللہ کی زیارت کے لئے مکہ مکرمہ گئے تو وہاں آپؒ حضرت امام یافعیؒ کی صحبت سے بھی بہرہ ور ہوئے انہوں نے فرمایا کہ آپ سے قبل دہلی میں بزرگان دین تو بہت ہوتے ہیں، لیکن اب دہلی میں جس چراغ نے روشنی پھیلائی ہے وہ شیخ نصیر الدین ہیں۔ حضرت مخدوم جہانیاں ادائیگی حج کے بعد دہلی پہنچے۔ آپ کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام حجرہ سے باہر تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت مخدوم نے پوچھا حضرت آپ یہاں کیسے تشریف لائے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا شیخ نصیر الدینؒ کی زیارت مطلوب تھی۔ یہ سن کر حضرت مخدوم جہانیاں کے دل میں آتش شوق مزید بھڑک اٹھی اندر گئے اور آپکی خدمت میں حاضر ہو کر نعمتوں سے مالا مال ہوئے۔ کتاب مخزن چشت کے مطابق مرات الاسرار میں مذکور ہے کہ جب حضرت نصیر الدین کی رحلت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے خلیفہ اور بھانجے حضرت خواجہ کمال الدین کو وصیت فرمائی کہ جب مجھے قبر میں رکھا جائے تو حضرت شیخ و مرشد کا عطا کردہ خرقہ اور عصا میرے سینے پر رکھ دینا۔ لکڑی کا پیالہ اینٹ کی بجائے میرے سر کے نیچے رکھ دینا اور تسبیح میرے ہاتھ میں ڈال دینا۔ آپ کا وصال 18 رمضان المبارک 757 ہجری کو ہوا اور دہلی میں اپنے خصوصی حجرہ میں دفن ہوئے۔



27 رمضان

سید محمد اسمٰعیل شاہ کرمانوئے

آپ کا سلسلہ ء نسب بیالیس واسطوں سے حضرت علیؓ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت 1315 ہجری بمقام کرموں والا (فیروز پور) میں ہوئی۔ آپ مادرزاد ولی تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ حسب و نسب پر فخر کرنا شریعت مطہرہ میں ناروا ہے۔ جب آپ سلوک کی منازل طے کر چکے تو حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور روحانی دولت اور نور معرفت سے بھی مالا مال کر دیا۔ آپ ایک بہت بڑے طبیب بھی تھے۔ جب کوئی مریض آتا تو دیکھ کر ہی بتا دیتے کہ اسکو کیا مرض ہے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خداوند تعالیٰ توکل کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔ آپ نے اپنی پوری زندگی احیائے سنت نبویؐ کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ سفر و حضر میں فریضہ ء تبلیغ سرانجام فرماتے۔ خلاف شرع امور کو ناپسند فرماتے۔ آپ جب کبھی بھی باہر تشریف لے جاتے تو مسجد میں قیام فرمایا کرتے۔ اگر دنیا میں آپکو کسی چیز سے محبت تھی تو وہ مساجد تھیں آپ نے کئی پرانی مساجد کو آباد کروایا اور کئی نئی مساجد کی بھی تعمیرات کروائیں۔

آپ کے ہاں لنگر کا بھی باقاعدہ وسیع انتظام ہوتا۔

آپ کا وصال 27 رمضان 1385 ہجری بروز جمعرات کرمانوالہ میں ہوا۔ اور وہیں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

29 رمضان

حضرت مولانا محمد علی مکھڈیؒ

استاد حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ

حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ (پیر طریقت حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ) جیسی عظیم شخصیت نے 13 سال تک مکھڈ شریف میں حضرت مولانا محمد علی مکھڈؒ کے زیر سایہ رہ کر علوم ظاہریہ کی تکمیل کی۔ حضرت مولانا صاحب 1165 ہجری میں پیدا ہوئے۔ مختلف اطراف میں علوم ظاہری میں مشغول رہنے کے بعد آخری

مرحلہ میں علاقہ کھڈ تشریف لائے اور مولانا محکم الدین کھڈؒ کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم کرتے رہے۔ آپ کے وصال کے بعد مولانا محمد علیؒ کو آپ کا جانشین مقرر کر دیا گیا۔ آپ نے مستقل طور پر مقیم ہو کر سلسلہ تدریس جاری کیا اور ایک عالم جس کے نور سے منور ہوا اور اطراف عالم سے لوگ علم و معرفت سے سیراب ہونے کی خاطر کھڈ شریف میں آپ کے در اقدس پر حاضر ہوتے۔ ایک عرصہ تک علوم ظاہری میں مشغول رہنے کے بعد جذبہ خدا طلبی اور مرشدِ کامل کے متلاشی ہوئے۔ دن رات روتے اور دعائیں کرتے کہ الٰہی کوئی رہبر راہ حقیقت ملے جو قلب مضطر کی تسکین کا سامان کر سکے۔

اپنے عزیز اور نامور شاگرد حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کو ساتھ لے کر دور دراز کا سفر کرتے ہوئے جب تونسہ شریف پہنچے تو حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے خواجہ صاحب نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو تو مولانا نے عرض کیا کہ کھڈ سے آئے ہیں اس پر خواجہ سلیمان تونسویؒ نے ارشاد فرمایا کہ اس جگہ تو کوئی مولوی رہتا ہے جس کے علم کی بڑی شہرت ہے تب حضرت مولاناؒ نے فرمایا کہ مولوی مجھے ہی کہتے ہیں۔ یہ سن کر خواجہ صاحب اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور مولانا کے ساتھ بغل گیر ہوئے اور جس طرف مولانا بیٹھے ہوئے تھے اس طرف متوجہ ہو کر تشریف فرما ہوئے کچھ دیر کے بعد بڑی عزت و تکریم کے ساتھ آپ کو رہائش کے لئے الگ کمرہ عنایت فرمایا۔ اور چھ ماہ تک متواتر حضرت خواجہ تونسویؒ کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کرتے رہے اور پھر ایک مجلس میں حضرت خواجہ سلیمان تونسوی نے آپ کو خرقہ خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز فرما کر حکم فرمایا کہ واپس کھڈ جا کر خلق خدا کی رہنمائی کرو۔

کھڈ واپس پہنچ کر آپ نے سلسلہ تدریس کے ساتھ سلسلہ ارشاد و تلقین بھی جاری کر دیا۔ اور اس علاقہ کھڈ میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کی اشاعت کی اس علاقہ کے متعدد علماء آپ کے کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک وسیع لنگر بھی جاری کیا اور علماء اور طلباء کے قیام و طعام کا بھی معقول انتظام کیا۔

مولانا محمد علیؒ اگرچہ خواجہ تونسویؒ سے عمر میں بیس سال بڑے تھے۔ پھر بھی جب تک زندہ رہے تعلق بیعت کے بعد ہر سال حضرت تونسویؒ کی خدمت میں آخری عمر تک حاضر ہوتے رہتے۔ اور حضرت شاہ سلیمان تونسویؒ نے ایک روز مولانا کے بارے میں فرمایا کہ مولوی بوڑھا ہوگیا ہے لیکن اسکا عشق جوان ہے جو اسے ہر سال میرے دروازے پر لے آتا ہے۔

حضرت مولانا ساری عمر غیر قاہل رہے۔ ایک دفعہ آپ کے برادر حضرت مولوی عبدالرسول صاحب نے آپکو لکھا کہ آپ شادی کر لیں تا کہ آپکی اولاد سے آپکی جگہ آباد ہو جائے تو حضرت مولاناؒ نے اس کے جواب میں لکھا کہ شادی کی مجھے ضرورت نہیں اور میری جگہ قیامت تک آباد رہے گی۔

سفرِ آخرت

حضرت مولانا کا وصال 29 رمضان المبارک 1253 ہجری صبح صادق کے طلوع سے کچھ پہلے ہوا اور زوال سے پہلے نماز جنازہ ادا کر کے قبل از زوال اس آفتاب ہدایت کے جسم اطہر کو سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کا وصال حضرت خواجہ تونسویؒ کی زندگی میں ہی ہوا۔

حضرت شیخ حماد بن مسلمؒ

آپ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے خاص مصاحبوں میں سے تھے۔ اپنے زمانہ کے مشائخ کبار اور صاحب کرامات تھے۔ آپکو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات نے علم لدنی کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا۔

ایک روایت کے مطابق آپ فرماتے ہیں کہ میں ہر روز اپنے مریدین کو یاد کرتا ہوں اور ان کی ضرورتوں کو خدا سے طلب کرتا ہوں اور ان کے لئے توبہ کی توفیق کی درخواست کرتا ہوں۔

سفینۃ الاولیاء میں درج ہے کہ حضرت غوث پاک جب نوجوان تھے تو شیخ حمادؒ کی صحبت میں رہتے تھے۔ ایک دن شیخ کی مجلس میں حاضر تھے اور جب اٹھ کر باہر جانے لگے تو حضرت شیخ حمادؒ نے فرمایا کہ اس شخص کو خداوند تعالیٰ نے ایسے قدم عطا فرمائے ہیں کہ جو اپنے وقت کے تمام اولیاء کی گردن پر ہوں گے اور جس وقت آپ یہ ارشاد فرمائیں گے کہ میرا پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو تمام اولیاء اپنی گردنوں کو جھکا لیں گے۔

حضرت شیخ حمادؒ کی وفات رمضان المبارک میں 525 ہجری میں ہوئی۔

حضرت باوا فضل الدین کلیامیؒ

راولپنڈی سے تقریباً 16 میل دور موضع کلیام میں حضرت بابا فضل الدین چشتی صابریؒ کا مزار مبارک ہے۔ آپ بڑے پائے کے درویش ہو گزرے ہیں۔ لذات دنیا سے عمر بھر کنارہ کش رہے گرمیوں کے موسم میں تیز دھوپ میں ایک سل پر پڑے رہتے اور سردیوں میں شدید ٹھنڈی راتوں میں ٹھنڈا پانی ڈلواتے۔ آپ کا وصال 1892 میں ہوا اور جنازہ کی نماز قبلہ حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے پڑھائی۔

کتاب مہر منیر کے مطابق حضرت پیر مہر علی

باقی صفحہ 52 پر